سوال

(68) مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیا آئمہ اربعہ نے ایسا کیا ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ طریقہ بدعت ہے۔کسی امام کا قول یا مذہب نہیں ہے۔(اہلحدیث ج41 نمبر26)

تشریح

از قلم حضرت مولانا عبد السلام صاحب (مولوی فاضل) بستوی مصنف تصا نیف

سوال۔نمبر1۔کیا حضرت امام ابو حنیفہ اپنے وقت میں کس کی نیاز یا فاتحہ دی تھی یا دلائی تھی؟

سوال نمبر2۔آج کل جو ہندوستان میں بڑے بڑے پیر صاحب نظام الدین اولیاء یا خواجہ معین الدین اجمیری کے نام پر نیاز فاتحہ کرتے ہیں۔اس کھانے کو فقیر اور مساکین کے علاوہ بڑے امراء وروساء بھی بڑے شوق سے کھایا کرتے ہیں۔کیا اس قسم کے کھانے عوام کے لئے جائز ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر3۔اگر نیاز فاتحہ نہ بھی جائے صرف بزرگان دین کے نام سے کھانا پکایا جائے۔تو اس کے کھانے کو مساکین اور غرباء کے علاوہ اور لوگ بھی کھا سکتے ہیں کہ نہیں براہ کرم تینوں باتوں کے جواب میں فقہ کا حوالہ بھی دیں۔

جواب۔1۔نہیں۔2۔ناجائز ہے۔3۔دن تاریخ اور رسموں کی پابندی کے بغیر جائز ہے۔اور صرف فقراء مساکین کا حق ہے۔اب ان کا مفصل جواب سنیئے۔

1۔شاہ ولی اللہ دہلویؒ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔ازبدعات شنعیہ ما مردم اسراج است۔درماتم یا درسوم وچہلم وششماہی۔فاتحہ سالینہ وایں ہمہ اور قرون اولی وجود نہ بود مصلحت آنست۔کہ غیر تعزیہ وارثان میت تاسہ روز وطعام ایشاں یک شبان وروز زر سے نہ باشد یعنی ''جو بد ترین بدعتیں ہم میں جاری ہیں۔ان میں ماتم کی فضول خرچی اور تیجہ چالیسواں

شیپماہی۔ وفاتحہ برسی ہ۔ خیر القرون میں ان تمام بدعتوں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ صرف تین روز تک میت کے وارثوں کے تسلی وتسکین وہمدرری اور غم خواری اور ایک دن رات تک انہیں کھانا بھیجنے کے سواسب رسموں کو ترک کردینا چاہیے۔

2۔ امام سندھی مدنی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔

قد ذکر کثیر من الفقہاء ان الضیافۃ من اہل النیت قلب المعقول لان الضیافۃ حقھا للسرور لاللحزن

یعنی اکثر فقہاء نے یہ لکھا ہے۔ کہ میت والے دعوت کریں یہ تو بالکل الٹی بات ہے اور خلاف عقل ہے۔ ضیافت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر۔

3۔ حنفیہ کے سرتاج امام ابن الھمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ ''اہل میت کی طرف سے دعوت کا ہونا مکروہ ہے۔ کیونکہ مشروع تو یہ ہے کہ خوشی کے وقت دعوتیں کی جائیں۔ نہ کے غمی کے وقت پس مصیبت کے وقت یعنی میت کے بعد یہ دعوتیں سب کی سب بدترین بدعت ہیں۔

4۔ مولانا عبد الحئ حنفی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ میں فاتحہ مروجہ کے طریقہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ اس کی اصل شرع میں نہیں ہے۔ اور سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں مروج نہیں۔

5۔ مجموعہ فتاویٰ جلد سوم میں مروجہ فاتحہ کی نسبت لکھتے ہیں۔

''ایں طور مخصوص نہ ورزمان آپ ﷺ بودونہ درزمان خلفاء بلکہ وجودآں اورقرون ثلاثہ کے مشہودلہا بالخیرات منقول نہ شدہ یعنی مروجہ فاتحہ رسول اللہ ﷺ یا خلفاء اربعہ کے یا صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے اورتابعین کے زمانے میں نہ تھی تیجے کی نسبت اسی کو کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''درشریعت محمدیہ ثابت نیست''۔ اسلام میں یہ ثابت نہیں۔

6۔ خلاصہ میں ہے۔ لایباح اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث وبعد الاسبوع (یعنی تیجہ کرنا درست نہیں)

7۔ فتاوی بزازیہ میں ہے۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث وبعد الاسبوع (یعنی میت کے بعد پہلے دوسرے تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد دعوت کرنی مکروہ ہے۔

8۔ ملاافندی حنفی رسالہ ردبدعات میں لکھتے ہیں۔ ''جو خلاف شرع باتیں ہمارے زمانہ میں ہورہی ہیں۔ ان میں یہ بھی ہے کہ قبر پر تیسرے روز جمع ہونا اور خوشبو پھل وغیرہ تقسیم کرنا اور خاص خاص دنوں میں کھانا کھلانا جیسے تیسرے پانچویں نویں دسویں بیسویں چالیسویں دن اور چھ ماہ کے بعد۔''

9۔ شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی قبرستان یا میت کے گھر پر کسی اور جگہ لوگوں کو جمع ہو کر قرآنی خوانی۔ ختم کرنے کی سلف صالحین میں عادت نہ تھی۔''

10۔ شیخ علی متقی رسالہ ردبدعات میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی میت پر قرآن پڑھنے کےلئے قبرستان یا مسجد میں یا گھر میں لوگوں کا اجتماع بدترین بدعت ہے۔''

11۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب جامع البرکات اور کشف الغطا میں ہے۔ ''جو کھانا ان اطراف میں برسی شیپماہی اور چہلم میں پکا کر کھلاتے ہیں۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اس کو کھانا بھی نہیں چاہیے۔''

12۔ ماۃ مسائل جو مولانا شاہ اسحاق صاحب حنفی نے 1245 ھجری میں خاندان تیموریہ کے بعض اراکین کے سوالات کے جواب مین فرمائی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ امداد السائل بھی خود حنفیوں کے نامور مولوی صاحب مولانا عبد الحئی صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ 33 پر لکھا ہے۔ شریعت سے چالیسوں کی فاتحہ کےلئے دن مقرر کرنا ثابت نہیں بلکہ چہلم کے کھانے وغیرہ کا انتظام بھی اچھا نہیں سمجھا گیا۔

13۔ اسی کتاب کے صفہ 86 پر ہے۔ روٹیوں میں فاتحہ دینا جیسا کہ مروج ہے کسی حدیث اور مجتہدین کی کسی روایت سے ثابت نہیں۔

14۔ اسی کتاب کے صفحۃ آخر پر لکھتے ہیں۔ فاتحہ مروج کی کچھ بھی اصلیت نہیں اس لئے یہ امور جو لوگوں میں رائج ہیں۔ وہ حضرت رسول اللہ ﷺ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اورتا بعین سے منقول نہیں۔

15۔ حنفی مذہب فقہ کی کتاب عالم گیری میں ہے۔ 'سورہ کافرون سے آخرتک لوگوں کا جمع ہوکر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے منقول نہیں۔

16۔ فقہ حنفیہ کی کتاب نصاب الاحتساب میں ہے۔ ''سورۃ کافرون سے لے کر آخرتک مجمع جمع ہوکر پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اور تابعین سے منقول نہیں۔

17۔ ہدایہ میں ہے کہ صبح صادق کے بعد دوسنتوں کے علاوہ اور کچھ پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ باوجود حرص کے آپ ﷺ نے دوسنتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا اوراسی طرح عید گاہ میں اسی طرح عید گاہ میں عید سے پہلے نفل پڑھنے کو منع کرتے ہوئے یہی دلیل وارد کی ہے۔ کتاب الحج میں صحابہؓ کے فعل کی نقل نہ ہونے کی دلیل بنا کر مسئلہ ثابت کیا ہے۔ اور14۔15 کی دلیل میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اورتابعین سے منقول نہ ہونے کو کراہیت کی دلیل سے پیش کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ کسی فعل شرعی کا آپ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اورتابعین سے منقول نہ ہونا اس فعل کے بدعت ہونے اور مکروہ ہونے کی دلیل ہے۔ پس مروجہ فاتحہ اور رسوم چہلم وغیرہ بھی بوجہ عدم ثبوت از رسول اللہ ﷺ بدعت و مکروہ ہوگا۔

18۔ مولانا شاہ اسحاق صاحب کی کتاب ماۃ مسائل کے ترجمہ اردو امداد السائل ص119 میں ہے۔ کھانے کی چیزوں شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا اوران راتوں میں یعنی جمعہ کی رات شب عاشورہ شب برات شب قدر وغیرہ میں احادیث اورکتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ارواح کا ان راتوں میں آنا بھی ثابت نہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سوئم اور چہلم کے عنوان سے اپنے رسالہ درویش مجریہ یکم جون 1926ء میں لکھتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔ میں کہتا ہوں فاتحہ کرنے والوں کو مرنے والوں کے ایصال ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ تو محض اپنی ناموری کے لئے سوئم اور چہلم کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ سوئم چہلم دسویں۔ بیسویں۔ کا رواج رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے یہ سب رسمیں مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا عبد الباری صاحب مرحوم لکھنوی نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ ان کا سوئم چہلم نہ ہو جیسے حیدر آباد والے زیادت کہتے ہیں۔ قبر میں میرے اعمال میرے ساتھ جائیں گے۔ میں کسی کا محتاج مرنا نہیں چاہتا۔ جو خرچ سوئم اور چہلم میں ہوتا ہے۔ وہ میں اپنی زندگی میں نیک کاموں کے لئے کروں گا۔ تاکہ میں اپنے والوں کا محتاج نہ رہوں۔ پس ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازم ہے کہ سوئم چہلم کی رسم ترک کردے۔ اور جو نیکی کرنی ہو اپنی زندگی میں کرے۔ زندگی میں جو نیک کام کیا جاتا ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے مرنے کے بعد سوئم چہلم چونکہ نام دیمور کے لئے کیے جاتے ہیں۔ اور ہندوں کی دیکھا دیکھی اس کا رواج ہوا ہے۔ اس واسطے بجائے ثواب کے الٹا عذاب مردے کی روح کو ہوگا۔

19۔ شامی میں ایک لمبی بحث کر کے ان تمام افعال کی نسبت فیصلہ لکھا ہے۔ فلا شک فی حرمتہ وبطلان الوصیۃ بہ یعنی یہ کام تمام بے شک وشبہ حرام محض ہیں۔ اوراگر مرنے والوں نے اس کی وصیت کی ہو۔ اس کی وصیت بھی یقینا باطل اور بے کار ہے۔

20۔ ردالمختار جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے۔ اس میں تحریر ہے۔ ''ہندوستان وغیرہ میں جو بدرسم ہے کہ میت کے بعد راستوں پر دریاں وغیرہ بچھا کر بیٹھتے ہیں۔ یہ بہت بری رسم ہے۔

21۔ صاحب قاموس مجد دین فیروز آبادی سفر السعادت میں لکھتے ہیں۔ ''سلف صالحین میں یہ دستور نہ تھا کہ قبر پر یا کسی اور جگہ جمع ہوکر کسی مردے کے لئے قرآن خوانی کریں یا ختم پڑھیں۔

22۔ حنفی مذہب کی بہت ہی معتبر کتاب خانیہ میں ہے۔ ''اگر مرنے والا وصیت بھی کر جائے ہ میری موت کے بعد آنے جانے والوں کو تین دن کھلاتے پلاتے رہنا تو یہ وصیت

بھی باطل ہے۔ وارثوں کےلئے اس کو پورا کرنا جائز نہیں۔

23۔تذکرہ قرطبی میں ہے۔ ''یعنی جن کے ہاں میت ہوگئی ہووہ لوگوں کی دعوت کریں۔ یہ فعل اسلام سے پہلے کے جاہلوں کا ہے۔

24۔اسی کتاب میں ہے۔ ''یعنی جس گھر میں کوئی مرگیا ہوں۔ وہ کھانا پکائیں۔ یہ کام ان لوگوں کا ہے۔جن کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔

25۔ تلخیص السنن میں ہے۔ ان ھذاالاجتماع الخ۔ یعنی میت کے مخصوص مقررہ دنوں میں جمع کرنا مطلقاثابت نہیں بلکہ ایسا کرنے والے گویاسلف پر صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین پر رسول اللہ ﷺ پر بلکہ خدا پر طعنہ کرنے والے ہیں۔ کہ امر دین اور میت کے نفع کی چیزان سب کو تو معلوم نہ ہوئی۔ اور اس کے کرنے والوں نے معلوم کرلی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امر تسری]()

جلد01ص214-219

محدث فتویٰ